

صحابہ کرامؓ کی منفردانہ عظمت

مولانا حبیب الرحمن اعظمی

صحابہ جس مقدس جماعت کا نام ہے، وہ امت کے عام افراد کی طرح نہیں ہے، بلکہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے درمیان ایک مقدس واسطہ ہونے کی حیثیت سے ایک خاص مقام و مرتبہ کے مالک ہیں اور عام امت سے امتیاز رکھتے ہیں، انہیں یہ امتیاز اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے عطا ہوا ہے، ذیل میں اس امتیاز و خصوصیت کی تھوڑی سی تفصیل پیش کی جا رہی ہے۔

﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾
 ”جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب سے) سابق اور مقدم ہیں (اور بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے ان سب کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“

اس آیت میں صحابہ کرام کے دو طبقے بیان کئے گئے، ایک سابقین اولین کا اور دوسرا بعد میں آنے والوں کا اور دونوں طبقوں کے متعلق یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہیں اور ان کے لئے جنت کا مقام دوام ہے، سابقین اولین کون لوگ ہیں؟ اس پر بحث کرتے ہوئے علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

ذهب جمهور العلماء إلى أن السابقين في قوله تعالى: ﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ﴾ من المهاجرين والأنصار هم هؤلاء الذين أنفقوا من قبل الفتح وقاتلوا وأهل بيعة الرضوان كلهم منهم، وكانوا أكثر من ألف وأربعمائة، وقد ذهب بعضهم إلى أن السابقين الأولين هم من صلى

إلى القبلتين ، وهذا ضعيف۔“

”جمہور علماء کے نزدیک سابقین اولین میں وہ صحابہ کرام داخل ہیں، جنہوں نے فتح مکہ سے قبل اپنی جان و مال کے ذریعے جہاد کیا اور اس صفت سے تمام اہل بیعت رضوان متصف ہیں، جن کی تعداد چودہ سو سے اوپر تھی، بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ سابقین اولین وہ لوگ ہیں، جنہوں نے دونوں قبلوں کی جانب نماز ادا کی، مگر یہ قول ضعیف ہے۔“

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت جہاد کرنے والے تمام صحابہ سابقین اولین میں داخل ہیں اور صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا يدخل النار أحد ممن بايع تحت الشجرة

”جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی، ان میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں داخل ہوگا۔“

اس آیت پاک سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ مہاجرین و انصار میں سے تمام سابقین اولین اور ان کے بعد صحابیت کا شرف حاصل کرنے والے تمام صحابہ کرام دوا می طور پر جنتی ہیں، جن میں بلاریب خلفائے اربعہ بھی داخل ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جو شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے، جب اس کے علم میں یہ بات آگئی کہ اللہ تعالیٰ نے بعض بندوں کو دوا می طور پر جنتی فرمایا ہے تو اب ان کے حق میں جتنے بھی اعتراضات ہیں، سب ساقط ہو گئے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، وہ خوب جانتا ہے، فلاں بندہ سے فلاں وقت میں نیکی اور فلاں وقت میں گناہ صادر ہوگا، اس کے باوجود جب باری تعالیٰ یہ اطلاع دیتا ہے کہ میں نے اسے جنتی بنادیا تو اسی کے ضمن میں اس بات کا اشارہ ہو گیا کہ اس کی تمام لغزشیں معاف کر دی گئیں، لہذا اب کسی شخص کا ان مغفور بندوں کے حق میں لعن و طعن کرنا جب باری تعالیٰ پر اعتراض کرنے کے مترادف ہوگا، اس لئے ان پر اعتراض کرنے والا گویا یہ کہہ رہا ہے کہ یہ بندہ گنہگار ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے کیسے جنتی بنادیا؟ اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کفر ہے۔“

﴿وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبِيبُ الْإِيمَانِ وَزِينَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾

”لیکن اللہ نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب بنادیا اور اس کو تمہارے دلوں میں مزین کر دیا اور کفر، فسق اور نافرمانی کو تمہارے لئے ناپسند کر دیا، ایسے ہی لوگ اللہ کے فضل و نعمت سے ہدایت یافتہ ہیں اور اللہ خوب جاننے والا، حکمت والا ہے۔“

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ بلا استثناء تمام صحابہ کرامؓ کے دلوں میں ایمان کی محبت اور کفر اور فسق و نافرمانی سے نفرت و کراہیت منجانب اللہ راسخ کر دی گئی تھی اور لفظ الہی سے مستفاد ہوتا ہے کہ یہ ایمان کی محبت اور کفر وغیرہ سے کراہیت انتہا درجے کو پہنچی ہوئی تھی، کیوں کہ ”الی“ عربی میں انتہا اور غایت کا معنی بیان کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے، نیز اسی آیت پاک سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ سے جو لغزشیں صادر ہوئی ہیں، وہ ضعف ایمان اور فسق و عصیان کو مستحسن سمجھتے ہوئے صادر نہیں ہوئی ہیں، بلکہ ان کا صدور بتقاضائے بشریت ہوا ہے، اس لئے ان زلات اور لغزشوں کو بنیاد بنا کر ان کی شان میں لعن طعن کرنا اور ان کے بارے میں تنقید و تنقیص کا رویہ اختیار کرنا جہالت و زندقہ ہے۔

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾

”اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے انہیں جگہ دی اور ان کی مدد کی، وہی ہیں سچے مسلمان، ان کے لئے مغفرت ہے اور باعزت رزق ہے۔“

اسی سورت کے شروع میں ارشاد خداوندی ہے:

﴿الَّذِينَ يقيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾

”وہ لوگ جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور ہم نے ان کو جو روزی دے رکھی ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں، وہی سچے مسلمان ہیں، ان کے واسطے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور مغفرت اور عزت کی روزی۔“

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ حضرات مہاجرین و انصار کے اعمال ظاہرہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد وغیرہ قطعی طور پر نفاق و مکر کی بناء پر نہیں تھے، ان کا ایمان اللہ کے نزدیک تحقیق و ثابت تھا، اس لئے حضرات صحابہ بالخصوص خلفائے ثلاثہ کی جانب نفاق کی نسبت کرنا خدائے بزرگ و برتر کے ساتھ معارضہ کرنا ہے۔

﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَرَاءِ رَحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وَجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مِثْلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمِثْلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَرَرَعٍ أَخْرَجَ شَطَاةً فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سَوْقِهِ يَعْجِبُ الزَّرْعُ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَرَاءُ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾

”محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔ (اے مخاطب!) تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع میں ہیں اور کبھی سجدے میں، ڈھونڈتے ہیں اللہ کے فضل اور اس کی خوشی کو، ان کی نشانی سجدوں کے اثر سے ان کے چہرے پر نمایاں ہے، یہ مثال ہے ان کی

تورات میں اور انجیل میں ان کی مثال ہے، جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھنا، پھر اس کی کمر مضبوط کی، پھر موٹا ہوا، پھر کھڑا ہو گیا، اپنی جڑی پر بھلا لگتا ہے کھیتی والوں کو تاکہ جلائے اس سے جی کافروں کا، وعدہ کیا ہے اللہ نے ان سے، جو یقین لائے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام، معافی کا اور بڑے ثواب کا۔“

امام قرطبی اور علامہ مفسرین کہتے ہیں کہ ﴿وَالَّذِينَ مَعَهُ﴾ عام ہے، اس میں تمام صحابہ کرام داخل ہیں۔ اس آیت کریمہ میں تمام صحابہ کی عدالت، ان کی پاک باطنی اور مدح و ثنا خود مالک کائنات نے فرمائی، ابورہ زبری کہتے ہیں کہ ایک دن امام مالک کی مجلس میں ایک شخص کے متعلق یہ ذکر آیا کہ وہ صحابہ کرام کو برا کہتا ہے، امام مالک نے یہ آیت ﴿لِيُغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ تک تلاوت کی اور پھر فرمایا کہ جس شخص کے دل میں اصحاب رسول میں سے کسی کے متعلق غیظ ہو، وہ اس آیت کی زد میں ہے، یعنی اس کا ایمان خطرہ میں ہے، کیوں کہ آیت میں کسی صحابی سے غیظ، کفار کی علامت قرار دی گئی ہے۔

﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ ديارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصَرُونَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ، وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يَحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقِ شَحْنُفَهِ فَاُولَئِكَ هُمُ الْمُفْحَلُونَ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ﴾

” (اور مال غنیمت کا حق) ان مفلس مہاجرین کا ہے جو جدا کر دیئے گئے ہیں اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے وہ اللہ کے فضل اور رضا مندی کے طالب ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول (کے دین) کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں اور ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دارالاسلام میں اور ایمان میں ان مہاجرین سے پہلے قرار پڑے ہیں، جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے، اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے، اس سے یہ انصار لوگ اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور (مہاجرین کو) اپنے سے مقدم رکھتے ہیں، اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو اور واقعی جو شخص طبیعت کے نکل سے محفوظ رکھا جائے، ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں (اور ان لوگوں کا بھی اس مال فی میں حق ہے) جو دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ آنے دیجئے، اے ہمارے رب! آپ بڑے شفیق و رحیم ہیں۔“

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے عہد رسالت کے تمام موجود اور آئندہ آنے والے مسلمانوں کو تین طبقوں میں تقسیم کر کے

ہر طبقہ کا الگ الگ ذکر کیا ہے، پہلا مہاجرین کا طبقہ ہے، جنہوں نے محض اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہجرت کی، کسی دنیوی غرض کے لئے ان کی ہجرت نہیں تھی، جیسا کہ خود باری تعالیٰ ان کی شان میں فرماتے ہیں: ﴿وَأُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾ یعنی یہ حضرات اپنے قول ایمان اور فعل ہجرت میں سچے ہیں، دوسرا طبقہ حضرات انصار کا ہے، جن کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ مہاجرین سے محبت رکھتے ہیں اور ان پر حسد نہیں کرتے ہیں، ان صفات کے ذکر کے بعد فرمایا: ﴿فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں، تیسرا طبقہ ان مؤمنین کا ہے، جو مہاجرین و انصار کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس بات کی بھی دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمارے دلوں میں ان کی طرف سے کینہ و عداوت نہ ڈالئے، یقیناً آپ مہربان اور رحمت کرنے والے ہیں، لہذا اپنے فضل و رحمت سے ہماری دعا قبول کر لیجئے، ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ فلاں پانے والے وہی لوگ ہیں، جو حضرات مہاجرین سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی شان میں طعن و تشنیع نہیں کرتے، کیوں کہ طعن و تشنیع تقاضائے محبت کے خلاف ہے، جس سے علوم ہوا کہ خلفائے اربعہ جو مہاجرین اولین میں یقینی طور پر شامل ہیں، ان کی محبت فلاح کی ضامن اور ان سے بغض و عناد خسران کا سبب ہے، اسی طرح تیسری آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ حضرات صحابہ کے لئے دعا خیر کرتے ہیں اور ان سے بغض و عناد کو برا سمجھتے ہوئے اس سے محفوظ رہنے کی بارگاہ خداوندی میں دعا کرتے ہیں، وہی زمرہ مؤمنین میں داخل ہیں، اس کے برعکس جو گروہ اس مقدس جماعت سے محبت کے بجائے عداوت رکھتا ہے اور ان کے حق میں دعائے خیر کے بجائے لعن و طعن کی زبان دراز کرتا ہے، وہ اہل اسلام کے زمرے سے خارج ہے، کیوں کہ ان آیات میں مستحقین غنیمت کے جن تین طبقوں کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا، یہ لعن و طعن کرنے والے ان سے خارج ہیں۔

اس موقع پر بغرض اختصار ان پانچ آیات پر اکتفا کیا جا رہا ہے، ورنہ قرآن مجید میں حضرات صحابہ کے فضائل و مزایا سے متعلق سینکڑوں آیات ہیں۔

الصحابۃ فی الحدیث : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام ہاتھوں میں حضرات خلفائے ثلاثہ ابوبکر، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب اور مزایا و خصوصیات اس کثرت و شدت اور تواتر و تسلسل کے ساتھ بیان فرمائے ہیں کہ ان سب کو جمع کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے اور نہ اس موقع پر اس کی ضرورت ہے، لہذا ان بے شمار احادیث میں سے چند کو یہاں نقل کیا جا رہا ہے، اس سلسلے میں پہلے ان احادیث کو پیش کیا جائے گا، جن سے پوری جماعت صحابہ کی منقبت و فضیلت ثابت ہوتی ہے، پھر خلفائے ثلاثہ کے فضائل میں وارد احادیث ذکر کی جائیں گی۔

عن جابرؓ قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان الله اختار اصحابي على الثقلين

سوى النبين والمرسلين۔ (رواه البزار بسند رجاله موثقون)

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرات انبیاء و مرسلین کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو

تمام انسان و جنات پر فضیلت دی ہے۔“

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جمع حضرات صحابہ، اللہ تعالیٰ کے منتخب و برگزیدہ ہیں، نبیوں اور رسولوں کے بعد انسانوں اور جنات میں سے کوئی بھی ان کے مقام و مرتبہ کو نہیں پاسکتا۔

عن أنس قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : أصحابي في أمتي كالملح في الطعام لا يصلح الطعام إلا بالملح۔ (مشکوٰۃ شریف)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں میرے صحابہ کا مقام ایسا ہے، جیسے کھانے میں نمک، کہ کھانا بغیر نمک کے بہتر نہیں ہوتا۔“

اس ارشاد عالیہ کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کے سامنے صحابہ کرام کی اہمیت ایک مثال کے ذریعے سے واضح فرمائی ہے کہ جس طرح لذیذ سے لذیذ تر کھانا بے نمک کے پھیکا اور بے مزہ ہوتا ہے، بعینہ یہی حال امت کا ہے کہ اس کی صلاح و فلاح اور اس کا تمام شرف و مجد انہی صحابہ کی مقدس جماعت کا مرہون منت ہے، اگر اس جماعت کو درمیان سے الگ کر دیا جائے تو امت کے سارے محاسن و فضائل بے حیثیت ہو جائیں گے۔

قال النبي صلى الله عليه وسلم : خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم فلا أدرى ذكر مرتين أو ثلاثة۔ (بخاری و مسلم وغیرہ)

”انسانوں میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر ان کا جو اس سے متصل ہیں، پھر ان کا جو اس سے متصل ہیں، راوی حدیث کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ متصل لوگوں کا ذکر دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ۔“

اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ”ثم الذين يلونهم“ کو صرف دو مرتبہ ذکر کیا ہے تو دوسرا قرن (زمانہ) صحابہ کا اور تیسرا تابعین کا ہے اور اگر اس جملہ کو تین بار فرمایا ہے تو چوتھا دور تبع تابعین کا بھی اس میں شامل ہوگا، بہر حال اس ارشاد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے متعین طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر زمانہ صحابہ کرام کا ہے، اصحابہ کے مقدمہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

”وتواتر عنه صلى الله عليه وسلم خير الناس قرني، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم...“

جس سے معلوم ہو گیا کہ محدثین کے نزدیک یہ حدیث متواتر ہے، جس سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے، ان تینوں حدیثوں کے بعد وہ احادیث نقل کی جا رہی ہیں جو خاص طور پر خلفائے ثلاثہ کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”أبو بكر وعمر سيدا كهول أهل الجنة من الأولين والآخرين إلا النبيين والمرسلين۔“ (احمد و الترمذی)

”حضرت صدیق و فاروق نبیوں اور رسولوں کے علاوہ درمیانی عمر کے تمام اگلے پچھلے جنتیوں کے سردار ہیں۔“

اس حدیث پاک سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد صدیق اکبر و فاروق اعظم تمام لوگوں سے افضل ہیں، یہی بات قرآن مجید اور دیگر احادیث نبویہ، آثار صحابہ و تابعین سے بھی ثابت ہے اور اسی پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے، اسی بناء پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے: ”مَنْ فَضَّلَنِي عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَ عَمْرٍ جَلَدْتَهُ حَدَّ الْمَغْتَرَى“ جو مجھے ابو بکر و عمر پر ترجیح اور فضیلت دے گا، میں اس پر افترا پرداز کی حد (سزا) جاری کروں گا، اسی معنی کی ایک اور روایت کتاب الآثار للامام ابی یوسف میں بھی ہے۔

ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اقتدوا من بعدی ابی بکر و عمر فإنهما حبل الله الممدود، ومن تمسک بهم فقد تمسک بالعروة الوثقى، لا انفصال لهما۔“ (رواہ الطبرانی)

”میرے بعد ابو بکر و عمر کی اقتداء کرو، کیوں کہ یہ دونوں اللہ کی دراز شدہ رسی ہیں جس نے ان دونوں کو پکڑ لیا، اس نے مضبوط حلقہ تھام لیا۔“

”حبل اللہ“ سے مراد دین الہی ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ﴿واعتصموا بحبل الله جميعا﴾ میں اسی جانب اشارہ کیا گیا ہے، یعنی سب لوگ مل کر اللہ کے دین کو قوت اور مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور ﴿العروة الوثقى﴾ سے بھی دین خداوندی ہی مراد ہے، چنانچہ قرآن کا ارشاد بانی ہے: ﴿فقد استمسک بالعروة الوثقى﴾ اس نے مضبوط حلقہ یعنی دین اسلام کو تھام لیا، اس تفصیل و تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ حضرات شیخین کا طریقہ معیار دین ہے اور ان کے طریقے پر چلنا درحقیقت دین اسلام پر چلنا ہے۔

ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ان الله جعل الحق على لسان عمر و قلبه“ (رواہ الترمذی و احمد)

”لاریب کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر رکھ دیا ہے۔“

بعض روایتوں میں ”جعل“ کے بجائے ”وضع“ کا لفظ ہے، امام ترمذی نے یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کی ہے اور امام داؤد و امام حاکم نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ”کنا لا نبعث أن السکینه علی لسان عمر“ ہم صحابہ اس بات کو بعید نہیں سمجھتے تھے کہ عمرؓ کی زبان لسان الغیب کی ترجمان ہے، چنانچہ 26 احکام شرعیہ کا آپ کے قول کے مطابق نازل ہونا اس حدیث کی صداقت پر خدا کی شہادت ہے۔

”لکل نبی رفیق و رفیقہ فیہا عثمان۔“ (رواہ الترمذی)

”ہر نبی کے لئے جنت میں ایک ساتھی ہے اور میرے جنت کے رفیق عثمان ہیں۔“

اس حدیث سے حضرت عثمان غنیؓ کا نہ صرف جنتی ہونا ثابت ہوتا ہے، بلکہ ان کی بلندی درجات پر بھی یہ حدیث

دلیلت کر رہی ہے۔

امام احمد اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کی تیاری اور سامان جنگ کی فراہمی کا کام شروع فرمایا تو حضرت عثمان غنی ایک ہزار اشرفی لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور آپ کی گود میں ڈال دیا، راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فرط مسرت سے) ان اشرفیوں کو الٹ پلٹ رہے تھے اور زبان وحی پر یہ الفاظ جاری تھے: ”مُأَسَّرَ عَشْمَانُ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ، مَرْتِينَ“ عثمان آج کے بعد جو کام بھی کریں گے، وہ ان کے لئے مضرت رساں نہیں ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جملہ کو بطور تاکید و مرتبہ فرمایا۔

اس حدیث پاک میں حضرت عثمان غنیؓ کے صدقہ کی قبولیت کی بشارت کے ساتھ ان مخالفین اور ناقدین کے خیالات کی تردید بھی فرمادی گئی ہے، جو مفسدین کی افترا پرداز یوں سے متاثر ہو کر یا اپنی کج روی کے زیر اثر حضرت عثمان ذی النورینؓ پر ناحق تھوپ رہے ہیں، حالاں کہ حضرت عثمانؓ ان تمام اتہامات سے پاک اور بری ہیں۔ لیکن بالفرض یہ باتیں اگر کسی حد تک ثابت بھی ہو جائیں تو آپ کی عظمت شان اور کثرت طاعت کی بنا پر کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گی۔

اللہ اور رسول کے ان فرمودات میں صحابہ کرام کے ایمان و اخلاص اور فضائل و مناقب کی جو تصویر پیش کی گئی ہے، اسے سامنے رکھتے ہوئے ان قدسی صفات جماعت کے مقام و مرتبہ کا اندازہ لگائیے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ صحابہ کی تنقیص علمائے امت کی نظر میں:..... اس آیت کریمہ ﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ﴾ کی تفسیر کے ذیل میں معلوم ہو چکا ہے کہ امام مالکؒ نے ﴿لِيُغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ کے پیش نظر فرمایا کہ حضرات صحابہ سے بغض رکھنے والے اس آیت کی زد میں ہیں، یعنی کافر ہیں، اب ذیل میں چند اور علمائے محققین کے اقوال ملاحظہ کیجئے۔

امام ابو ذر عذرازی متوفی 264ھ کا فیصلہ:

إِذَا رَأَيْتَ الرَّجَالَ يَنْتَقِصُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْلَمْ أَنَّهُ زَنْدِيقٌ، لِأَنَّ الرَّسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَنَا حَقٌّ، وَالْقُرْآنُ حَقٌّ، وَإِنَّمَا أَذَى إِلَيْنَا هَذَا الْقُرْآنُ وَالسَّنَنُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ وَإِنَّمَا يَرِيدُونَ أَنْ يَجْعَلَ حُجْرًا لِنُشْهَدُوا لَنَا بِطُلُوعِ الْكِتَابِ وَالسَّنَةِ، وَالْجَرَحَ بِهِمْ أَوَّلِي وَهُمْ زَنْدِيقَةٌ۔

”جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ صحابہ کرام میں سے کسی کی تنقیص کر رہا ہے تو سمجھ لو یہ کہ زندیق ہے، اس لئے کہ ہمارے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں، قرآن برحق ہے اور قرآن و سنت کو ہم تک پہنچانے والے یہی صحابہ ہیں، تو یہ لوگ ہمارے شاہدوں کو مجروح کرنا چاہتے ہیں، تاکہ قرآن و سنت کو باطل

ٹھہرا دیں، لہذا خود انہیں مجروح قرار دینا اولیٰ ہے، (ایسا کرنے والے) زندیق ہیں۔“

اصطخری بیان کرتے ہیں کہ مجھے مخاطب کرتے ہوئے امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا:

”یا أبا الحسن، إذا رأيت أحدا يذكر أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم بسوء فاتهمه على الإسلام۔“

”اے ابوالحسن! جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ صحابہ کا ذکر برائی سے کرتا ہے تو اس کے اسلام کو مشکوک سمجھو۔“
 عمدۃ المفسرین محقق ابن کثیر لکھتے ہیں:

”یا ویل، من أبغضهم أو سبهم أو سب بعضهم..... فأین هؤلاء من الإیمان بالقرآن إذا سبوا من رضى الله عنهم؟!“

”عذاب الیم ہے ان لوگوں کے لئے جو حضرات صحابہ سے یا ان میں بعض سے بغض رکھے یا انہیں برا بھلا کہے، ایسے لوگوں کا ایمان بالقرآن سے کیا واسطہ، جو ان حضرات کو برا کہتے ہیں، جن سے اللہ نے راضی ہونے کا اعلان کر دیا۔“

علامہ ابن تیمیہ اپنی مشہور تصنیف الصارم المسلمول میں لکھتے ہیں:

”وقال القاضي أبو يعلى: الذى عليه الفقهاء في سب الصحابة إن كان مستحلا لذلك كفر، وإن لم يكن مستحلا فسق۔“

”قاضی ابویعلیٰ نے کہا ہے کہ اس پر تمام فقہاء متفق ہیں کہ جو شخص صحابہ کی برائی کو حلال و جائز سمجھتے ہوئے ان کی برائی کرے، وہ کافر ہے اور جو حلال نہ سمجھتے ہوئے انہیں برا بھلا کہے، وہ فاسق ہے۔“
 علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

”إن من فضل عليا على الثلاثة فمبتدع، وإن أنكر خلافة الصديق أو عمر رضى الله عنهما فهو كافر۔“

”جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلفائے ثلاثہ (صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ اور عثمان غنیؓ) پر فضیلت دے، وہ بدعتی ہے اور جو شخص حضرت ابوبکر یا حضرت عمرؓ کی خلافت کا انکار کرے، وہ کافر ہے۔“
 فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”الرافضي إذا كان سب الشيخين ويلعنهما، العياذ بالله، فهو كافر، وإن كان يفضل عليا كرم الله وجهه على أبي بكر رضى الله عنه لا يكون كافر إلا أنه متبذع۔“
 ”رافضی جب شیخین کو برا بھلا اور لعن طعن کرتا ہو تو کافر ہے اور اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابوبکر پر فضیلت دیتا ہے تو کافر نہیں ہوگا، ہاں! اس صورت میں وہ بدعتی قرار پائے گا۔“